

A 0490

فَاسْأَلُوا
أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

كتاب

فتح المبريد بأحكام التقليد

تأليف

المفتي محمد الشافعي بن أبي بكر بن الجمال

الأستاذ في الفقه والحديث في دار الحديث بالمدينة المنورة

١٠٠٠ هـ



المطبعة المطبوعة في دار الحديث بالمدينة المنورة

(الطبعة الأولى: ١٣٥٠ هـ - ١٩٣٠ م)

الطبعة الثانية: ١٣٥٠ هـ - ١٩٣٠ م

الطبعة الثالثة: ١٣٥٠ هـ - ١٩٣٠ م

الطبعة الرابعة: ١٣٥٠ هـ - ١٩٣٠ م

الطبعة الخامسة: ١٣٥٠ هـ - ١٩٣٠ م

٢٩٢ ٥٢١

١١ ٥٢

١١ ٥٢

١١

كتاب فتح المجيد بأحكام التقليد

تأليف

العلامة الشيخ علي بن أبي بكر بن الجمال

الأصاري الخزرجي الشافعي المكي

١٠٧٢-١٠٠٢

نسخه

العلامة الشيخ سالم بن صالح باحطاب

شيخ المعقولات الأسبق بالجامعة النظامية (حيدر آباد . الهند)

المتوفى سنة ١٣٥٠ هجري

عني بالطبع والنشر والتوزيع

مركز توعية الفقه الإسلامي

(حيدر آباد . آندهر ابرديش الهند)

الطبعة الأولى تورع محاماً

درب ١٤٢٣ هـ / ٢٠٠٢ م

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فتح ای



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ قَسَمْتُ لَكُمْ أَنْ لَا تَكُونُوا
وَأَمَّا بِطَاعَتِهِ وَطَاعَةِ الرَّسُولِ وَأُولِي الْأَمْرِ وَلَكِنَّ الْأَوَّلِينَ لَا يَكُونُونَ
وَالْقَوْمُ عَلَى سُنَّةِ رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِلَّا الْفِرْيَاءَ
وَالَّذِينَ لَا يَذَرُونَ عَلَى أَعْمَالِهِمْ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَسْعَى السُّلُوكُ الْإِقْبَالُ
عَلَى آلِهِ وَآلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْأَعْيُنُ أَجْمَعَةُ وَمَقْعِدُهُمْ بِحَسَنِ دَلِيلِهِ

تعاریف اور بے حد خیال اس خدا کے لئے ادا ہے۔ اے نبی قوت

و قدرت ہیئت عالم و مخلوق اور نہ کا ہر باب قدرت اور تپا ہے اور کتاب و باب و کتاب و باب

اور نبی و ملائکہ و منی ہے وہ ایسا بجز و ت خدا کے نبی نبیہ ذات قدم و بیان ہے۔ نم

نے والے سے متل و مالی اپنی تابانی و کھوپڑی اور بارہان چلی ہے۔ اسکی ذات برترید

سمات کی قیامت و دریافت کرنے سے بہ نور و فکر کرنے والے دیدہ چشم پریر سے ت قاب

و اندہ و میر اس و علی اسکی ذات ہی اسکی بہ ہتا وہ ظہیر ہے۔ ارکانہ و ولی شیب ہے ورنہ منی

ساجسی۔ اور نہ اس میدان میں کسی کی مشابہت کے گھوڑے وڑاے جاسکتے ہیں سچ ہے۔

برک درخشان ہیز در نظر ہوشیار ہر دور قے و فترت معرفت ردکار

ہزاروں درود و رحمت ہو اس سرچشمہ حیات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر و نیز

آنجناب ﷺ کے آل اطہار و اصحاب ابرار پر جو اعلائے کلمۃ اللہ اور دین کے پرچم کو سر بند کرنے

الحمد للہ۔ بڑی مسرت و سعادت کی بات حیدرہ حضرت علامہ شیخ سالم باحطاب علیہ الرحمہ کے قلم مبارک سے نقل کروا اس مخطوطہ کو حضرت بنی کے علمی گھرانے کے ایک فرد جناب شیخ سالم بن عبداللہ باحطاب حفظہ اللہ جو علامہ مرحوم کے نبیہ بھی ہیں مرکز کے زیر اہتمام شائع کر رہے ہیں امید کہ موصوف حضرت والا کے باقی ماندہ علمی اثاثہ کو شائع کرنے اور بازار علم و فغان میں پیش کرنے کی سعی یلین کو جاری رکھیں گے۔ فحراہ اللہ حیر الحراء

اہل علم سے گزارش چار سو سالہ قدیم ترین یہ رسالہ چونکہ عربی زبان میں ہے اس سے استفادہ عربی دان اور اہل علم حضرات ہی کر سکتے ہیں اس لئے اہل علم حضرات سے خواہش حیدرہ وہ اس رسالہ سے استفادہ فرمانے کے بعد اسکی افادیت کو عام کرنے کی غرض سے مختلف علاقائی زبانوں میں ترجمہ فرمایا۔ کیونکہ موجودہ حالات میں عامۃ المسلمین کے لوگوں میں تقلید سے متعلق شکوک و شبہات پیدا کئے جا رہے ہیں عدم واقفیت کی بناء پر زیادہ لوگ متاثر ہو رہے ہیں۔ اس ناظر میں اہل علم پر اس کی ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے اسلاف کے اس ورثہ کو نسل جدید کے سینوں میں منتقل کرنا مصرحانہ میں شدت اختیار کر کیا ہے جسے کسی بھی صورت میں صرف نظر نہیں کیا جانا چاہئے۔

اعتماد کسی بھی ادارہ یا مرکز کے قیام اور اسکے کام کو فروغ دینے کے لئے جن، شوارترین مراحل سے گذرنا پڑتا ہے اسکا اندازہ وہی ذمہ دار اصحاب کر سکتے ہیں جو شعبہ نشر و اشاعت سے وابستہ رہے ہوں

(سلاسل) مزید برآں فقہ شافعی کے مفتی کی حیثیت سے دارالافتاء میں خدمت انجام دی ۱۳۵۵ھ میں ریٹائر ہوئے۔ جامعہ دسرت نے علمی تحقیقی نوکتابیں تالیف فرمائی حضرت نے فرزند طویل علامہ شیخ صالح باحطاب علیہ الرحمہ جو کہ والد بزرگوار علوم صحیح و ارث و جانشین ہوئے موصوف جامعہ نظامیہ بنی میں علوم اسلامیہ کی تعلیم حاصل کرے مدرسہ اور شعبہ المعقولات جامعہ نظامیہ کے عظیم منصب پر فائز ہوئے ۱۳۷۳ھ میں وصال فرمایا، رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۲) شیخ محمد بن عبداللہ باسواد

آپ شافعی مسلک کے عظیم فقیر حضرت موت کے باشندہ ہیں سلسلہ نسب حضرت مقداد بن اسود الکندی رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے علامہ کی ولادت ۱۲۰۶ھ ہے اور وفات ۱۲۸۱ھ بمقام وادی خریہ شہر حضرت موت میں ہوئی آپ کے تصانیف میں دو کتب مخطوطے کی شکل میں موجود ہیں۔ تقریر الباحت فی ارث الوارث ۲۔ المقصود مطلب جعفریہ العقود۔

(۳) البرہیری

امام محمد صالح بن ابراہیم البرہیری سند ولادت ۱۱۸۸ھ ہے وفات ۱۲۳۰ھ مکرمرہ میں ہوئی موصوف کی علمی یادگار میں دو گر افتد کرتا ہیں ہیں۔ فیض الملک العلام ۲۔ الفتاویٰ

اسی طرح مرکز توعیہ الفقہ کے لئے بھی کئی امور کلیدی حیثیت کے حامل ہیں بطور خاص ۱۔ فقہائے متقدمین شافعیہ کی تالیفات فراہم کرنا ۲۔ علمائے کرام سے رابطہ اور ان سے تعاون حاصل کرنا ۳۔ فراہمی سرمایہ ۴۔ خط و کتابت کے لئے جامعات کے صحیح پتے ۵۔ کتابت و طباعت کے مراحل ۶۔ ذریعہ رجسٹرڈ پوسٹ جامعات و مدارس تک ان کتب کو مفت ارسال کرنا۔ الحمد للہ قلیل عرصہ میں ایک درجن سے زیادہ کتابیں مرکز سے شائع ہو کر جامعات کو روانہ کی جا چکی ہیں۔ اب چونکہ احقر اپنی پیرائہ سالی کے باعث مزید جدوجہد اور دوڑ دھوپ کے قابل نہیں ہے اگر کوئی مستعد، متحرک اور مخلص افراد اس جانب متوجہ ہوں تو یہ احقر ان کی رہبری کے لئے تیار ہے۔ حالات کا قاعدہ ہے کہ اس میدان میں اہل علم، اصحاب صلاحیت آئے آئیں تاکہ تحقیق و طباعت اور نشر و اشاعت کا یہ کارواں اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہے۔

اللہ رب العزت سے قوی امید ہے کہ یہ مرکز بظیفیل جمیع ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ اپنے مقصد کی تکمیل کرتے ہوئے اپنی انفرادیت کو برقرار رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ایسے خاصین کو پیدا کرے جو آئندہ مرکز کے مقصد کو برقرار رکھیں۔ ﴿وَمَا ذَلِك عَلَى اللَّهِ بَعْزِيرٌ﴾

تشکر میں ان تمام علمائے کرام کا یہ دل سے شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے اپنی کوتاہیوں، مصروفیات سے باوجود اس قدیم تر مخطوط کی تصحیح فرمائی۔ جناب مولانا حافظ محمد مسیح اللہ خان صاحب تصحیح، انوارۃ المعارف۔ مولانا حافظ محمد الهاشمی صاحب تصحیح، دائرۃ المعارف۔ مولانا حافظ سید ریش الدین صاحب تصحیح، دائرۃ المعارف۔ مولانا حافظ مفتی اللہ خان صاحب نائب تصحیح، دائرۃ المعارف۔ اور حضرت علامہ مفتی محمد عظیم الدین صاحب مفتی جامعہ نظامیہ و سابق صدر مجلس، انوارۃ المعارف نے بھی نظر ثانی فرمائی۔ فخر اہم اللہ احسن الجزاء۔ اس رسالہ کی حتی الوقت نظر سے تصحیح کی گئی اس نے باوجود کہیں تصحیح یا طباعت میں سہو ہو گیا ہو تو اہل علم سے التماس ہے کہ بوقت مطالعہ اسکی تصحیح فرمائیں اور مرکز کو مطلع فرمائیں۔ اخیر میں بسم اللہ دعا گو ہوں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان سب علماء، مہتممین و اپنے فضل و کرم سے دنیا و آخرت میں اہل کمال ترین بدلہ عطا فرمائے اور مزید اپنی رضا و خوشنودی سے کاموں کی توفیق مرحمت فرمائے اور ہمیں صراط مستقیم پر چلائے اور ہم سب کا ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ وسلم علیہ والہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین

بسم الله الرحمن الرحيم

ترجمة المؤلف

ابن الحمال المكي علي بن ابي بكر علي بن ابي بكر علي بن ابي بكر بن
عمر بن احمد بن عبد الرحمن بن محمد المعروف بابن حمال المصري
الحرر حتى بن ابي بكر بن علي بن حميد الانصاري المكي الشافعي ولد سنة
١٠٠٢ هـ وتوفي بمكة سنة ١٠٧٢ هـ من تصانيفه القيمة ١ الانتصار الفيس
لحاج محمد بن ادريس الشافعي ٢ تحرير المقال في قول ابن المحدي في
الشرك اشكال ٣ تحفة الحجازية في الاعمال الحسابية ٤ تحفة القرى في
فصل القاطنين بام القرى ٥ الدرر القيد في مآخذ القراءات من القصيد ٦ رسالة
في احكام النون الساكنة ٧ رسالة في التقليد ٨ شرح اسات السيوطي ٩
شرح ارجوزة الباسميه ١٠ فتح القياض بقلم القراض ١١ فتح الوهاب
شرح برهة الاحباب ١٢ قره عيس الرانص في فني الحساب والفرائض
١٣ كافي المحتاج لفرائض المهاج الووي ١٤ مجموع الوصاح علي
ماسك الايصاح ١٥ المدلل في الفرائض ١٦ المواهب السية في علم
الحسر والمقابلة ١٧ الصفحة المكية بشرح تحفة القدسية لابن الهام
١٨ السقول الواضحة الصريحة في عدم كون العمرة قبل الفري صححه ١٩
وصلة المتيدي بشرح نظم الدرر المتهدي في الفرائض علي مذهب الحنفية
وعبر ذلك (كشف الطون ح ٥ ص ٧٥٩)

(٢) الزبيري

١١٨٨ هـ ١٢٤٠ هـ

حمال الدين ابو عبد الله محمد صالح بن ابراهيم بن محمد الرئيس
الرمزمي الزبيري الشافعي، ولد سنة ١١٨٨ هـ سافر الى مكة المكرمة وتوفي بها
في ٧/ جمادى الاخرى سنة ١٢٤٠ هـ، من تصانيفه فيض الملك العلام،
الفتاوى، (هدية العارفين معجم المؤلفين)

(٣) محمد باسودان

١٢٠٦هـ . ١٢٨١هـ .

محمد بن عبدالله بن احمد باسودان فقيه شافعي . من اهل حضرموت
يرفع نسبه الى المقداد بن الاسود الكندي . ولد ومات بالخرية من بلاد
حضرموت من كتبه النفيسة . تقرير المباحث في ارث الوارث المقصود
يطلب بتعريف العقود . (الاعلام جلد سادس)

(٤) سالم باحطاب حضرمي

١٢٥٦هـ . ١٣٥٠هـ

الفقيه النبيل الاديب الشيخ سالم باحطاب شخصية فذة من نواحي العلوم
الاسلامية ولد الشيخ في حضرموت وتخرج من جامعة بمدينة تربيه ومن ثم نوحه
الى حيدرآباد (الهند) وانخرط في الهيكل التدريسي اثر وصوله اليها في الجامعة
النظامية الغراء (واشغل مناصب متنوعة) وتولى على الافتاء للفقهاء الشافعي ومن
ثم تحول الى مصب شيخ الفلسفة والمطق فيها وله تسعة مؤلفات في شتى
الموضوعات ومنها كتاب الوصية . وكتاب بعية الطلاب في علم الحساب . ومن
أشهرها الدر الثمين

كان شاعرا مجيدا وله ابيات عديدة في المديح النبوى على صاحبه افضل الصلاة
والتسليم وجاهد في الله واستار من فيضه قلوب المومنين حتى توفي الى رحمة
الله جل وعلا في عام ١٣٥٠هـ وكان عمره ٩٤ عاما خلف الشيخ سالم باحطاب
نجله الشيخ المفتى صالح بن سالم باحطاب رحمه الله الذي خدم وروى العلم
بعرق جبينه وسجل اسمه في كشف نواحي حيدرآباد وكان شيخ المطق والفلسفة
بالجامعة النظامية وله عدة مؤلفات وترجم وباحث نشاطاته العلمية اقام محملا
رفاهيا باسمه مجلس سبيل الخير وكان شاعرا نابغا وقدر ثي على وفاة الشيخ سالم
باحطاب كثير من العلماء كمارثي عليه نجله شيخ صالح باحطاب وحصلنا على
كثير من المراثي مطبوعة وغير مطبوعة رحمه الله تعالى وعقر له وجعل الحة منواد
امين .

بسم الله الرحمن الرحيم

و به يستعين

الحمد لله رب العالمين و العاقبة للمتقين و الصلاة و السلام على سيدنا و مولانا محمد حاتم

الأنبياء و المرسلين و على آله و صحبه أجمعين

هذا ما دعت إليه حاجة أمثالي من القاصرين من جمع ما للآئمة الأعلام من متفرق

الكلام في أحكام التقليد على وجه لهم إن شاء الله تعالى مفيد و بالله الاستعانة و التوفيق و الهداية إلى أقوم طريق.

مقدمة

اعلم أن حقيقة التقليد هو اعتقاد قول الغير من غير معرفة دليله التفصيلي و العمل به و أنه يجب التقليد أي الترام مذهب معين على كل من لم يبلغ رتبة الاجتهاد المطلق و على هذا حمل في التحفة^(١) في الكاح استوجابها قول من قال إن العامي له مذهب معين وهو الأصح عند الفقهاء و حمل المقول عن عامة الأصحاب الذي مال إليه الإمام النووي رحمه الله تعالى أنه لا مذهب له على أنه لا يلزمه الترام مذهب معين انتهى قال والأصح أنه يلزمه ذلك و عدم لزومه تقيدا لمذهب معين معتبر إنما كان قبل تنوع المذاهب و استقرارها - كما في الحجة أيضاً في باب الركاة و قد اتفقوا على أنه لا يجوز للعامي تعاطي فعل إلا أن قلد القائل بحله أما المحدث المذكور فإن كان اجتهد في الحكم و طه حرم عليه التقليد اتفاقاً وإن لم يجتهد حرم عليه على الراجح لتمككه من الاجتهاد الذي هو أصل التقليد قال شيخنا العلامة إبراهيم اللقاني^(٢) رحمه الله تعالى و قول القرافي في الأحكام^(٣) المشهور من مذهب مالك امتناع التقليد لا معمول عليه - انتهى - و بهي الشافعي عن تقليده و تقليد غيره إنما هو لمن بلغ رتبة الاجتهاد

مسألة لا يقلد إلا من علمت اهليته و لو بالاستعانة و هي دون التواتر و فوق حر الواحد و لا يكفى بحره إلا إذا كان عده معرفة يميز بها بين المجلس و غيره و عداته

ولو الطاهرة بأن لم يعلم فسقه .

مسألة : إذا تعدد ما يصح للتقليد فهل يجب تقليد الأفضل أو يتحير ولو بمجرد التشهي و مع اعتقاد من قلده موصولاً ؟ الأصح عند الجمهور كما في أصل الروضة^(٤) و غيرها : و اعتمده و أفنى به العرائس عند السلام الثاني و غلله في روائد الروضة و المجموع بأنه ليس من أهل الاحتياط و فرصة أن يقلد عائماً و قد فعل بأحده بقول من شاء منهما - انتهى - وهو قياس ما في القلة - كما في شرح المهدب في الاستقبال و ما في مقدمته و في الروضة - من أنه يجب عليه تقليد الأعم و انفرق به و بين التقليد فما نحن فيه بأن امارته حمية فادراك صوابها أقرب مبظهر تفاوت بين المجتهدين فيها و الفتاوى امارتها معوية فلا يظهر كثير تفاوت للمجتهدين - انتهى فهو من حيث المدرك لا من حيث العمل كما أشار إليه العلامة ابن حجر رحمه الله تعالى في بعض فتاواه .

مسألة . يحوز تقليد الميت على الصحيح الذي اتفقت عليه الشياخات و غيرهما و غلله في شرح المهدب بأن المذاهب لا تمت بموت أصحابها فلذا بعد بها في الخلاف والإجماع و بأن موت الشاهد قبل الحكم لا يمنع الحكم بشهادته بخلاف فسقه . اد في الروضة : و لأن أساس كالمجتمعين على أنه لا يحتج بالبوء .

مسألة : يحوز ساء على حدار تقليد الميت الإفتاء للمقلد سواء القاد . على التفرع والترجيح و غيره لأنه باقل لما يقتضيه عن إمامه و إن لم يصح على نقله عنه قال له لانا السيد نور الدين السمهودي^(٥) نقلاً عن شيوخه الحلال المحلي . حله الله تعالى و هذا هو الراجح في الأعصار المتأخرة - انتهى أي إفتاؤه بذلك رواية فقط وليس من الإفتاء في شيء - كما قاله الأذرعى .

مسألة : إذا كان في المسألة قولان قديم . وهو ما قاله إمامنا الشافعى رحمه الله تعالى قبل دخول مصر و منه كتاب الحجة^(٦) و جديد . وهو ما قاله بعد دخولها و منه المختصر^(٧) و البويطى^(٨) و الأم و الاملا^(٩) فالعمل على الثاني لرجوعه عن الأول إلا في عشرين مسألة لصحة الحديث بها عملاً بوصيته و حوز العزابين عند السلام رحمه الله

كما سيأتي النقل عنه إن شاء الله تعالى 'الأحد بالقول المرحوع' (١٠) عنه 'ووجهه مولانا السيد نور الدين السمهودي رحمه الله تعالى بأن المرحوع عنه إماماه لأرجحية الثاني فيكون الأول مرحلة لا يسمع من حوار تقليده عنده' والرجوع لا يرفع الخلاف السابق - كما في أه ائله الحادام (١١) - وبأن القاصي له حكم باحتجاده ثم تعير فإنه لا يقص الأول 'وبحكاية أهل الأصول في إجماع أهل العصر بعد اختلافهم قولين في ارتفاع الخلاف فيما لم يقع فيه إجماع انتهى والمعتمد الأول' وإذا كانت في المسألة طريقان أو قد لال أو وجهان على التحديد ولم يصحح منهما أحد من العلماء حار لعير المحتهد إذا لم يجد من فيه أهلية الرجح العمل بأحدهما للعصر - كما أفتى به العلامة الشهاب الرملي رحمه الله تعالى فإن - حد من فيه أهلية الرجح رفع إليه الأمر - حمل في الحق - سعه في الشهادة نقل أقرا في الإجماع على تحيير المقلد من فني إمامه أي على جهة البذل لا الجمع إذا لم يصهر رجح أحدهما على إجماع أئمة مذهبه' لأن مقصي مذهبا مع ذلك في القضاء والإفتاء دون العمل للمص' وإذا رجح الشافعي رحمه الله تعالى شتا من القولين أو الأقوال فهو الراجح' ويعلم ذلك بأمر التأخير' فانص على الرجحان' فالتفريع عليه وحده' فانقول عن مقاله أنه مدحون أو يرمه فساد ما رواه في محل فيه افقه مذهب مجتهد لثمة به به كذا بالمعنى في المحقة أحدا من الروضة في بعضه' لكن مقتضاها كما قال العلامة ابن قاسم رحمه الله تعالى إن الراجح المتأخر وإن نص على رجحان الأول ونس كذلك قطعاً ومقتضاها أيضاً ما رجع عليه وحده' وإن كان يرمه فساد قال: ولا سعي أن يكس مراد - انتهى. ولا يحور تقليد غيره اعنى غير الذي رجحه الشافعي أي الاعلى في العر البار الشامل لما ذكر وعارته - ومن لامامه قولان له تقليده في أيهما أحب - انتهت' ونقل مولانا السيد نور الدين السمهودي رحمه الله تعالى عن ابن القاسم الرراني عن فتوى شحه ابن عرفة أنه روى بسند صحيح عن الشيخ الصالح العقبة الأصبوي المدرس المعنى أحد فضاه تده من أبي محمد عبد الحميد بن أبي الدنيا أنه قال: سألت العقبة الإمام العاتله عر الدين ابن عبد السلام: هل يحور الأحد بانقول الذي رجح عنه الإمام المقلد أم لا؟ فقال لي ذلك جائز - انتهى. وأعاد العلامة ابن حجر رحمه الله تعالى في بعض فتاواه أن جمعا

من أصحابنا فائدة بمقالة به هذه فاستدوه د به راجع اشاعفي سند من اعموس . و قد ن
 و احلف به راجع لأصحاب فائدة عنه محقق متأخرين ن اعمسا اراجح من عن عنه
 الشرح ما به بجمع معصية (٢) كلامهم ن به سهو . و في الحق . اني به فان حلف
 فالنوي فان . حد بد فعي راجع به به فقه . به ر احلف راجع لإمام الله و في به
 فالراجح غالبا ما به متع فيه كالتحقيق فاعلم به فاستبح به ما به محصور كان . به
 فاستبح . اما به فانه و فسر به مستند فاستبح الله . به ما به من ن ن الله فبه
 ما به عما د . و في الحق بعد ذكر به ديث . هذ بعرب . إلا فانه احب في الحق
 عند بها من هذه الكتب راجع كلام معصدين امساخرين . ما به ما حجة بها . بهي

إذ عمت ديث فلا به أعضاء . الإلقاء . لا به حج . و أه العمل بحسبه عند في
 امساخ المدة . عني د اعموس . و قد ن فقه عند به راجع ان حجة عند اهل
 الراجح سواء الراجعي . و به . كما فان به لا اسد نور الدين انه اظهار . أعضاء عنه .
 كلامه لا به سديا . شجنا الإمام علامه سنا عمر حبه . ما . و ناه أنه ما سئل علامه
 المجتهد الإمام السبكي حبه به عن مع اعائب اقصي فاستبحه سنا على الله . الاصف فقال
 مع احلف في انكاه . ما بها بعد ن به صحيح . فل ن به راجع على في مع عاب
 . و قد صححه أكثر العلماء . أسامهم . مثل هذا لفقه لا بأس به لانه و لا د . و لا ان
 بعصده . لا حجاج عاب الناس إله في أكثر الأمه ان حجاج اني سناها من احاد .
 . انكاه من . الأمه في ديث حلف إن شاء الله تعالى . الأمه إذا صاف استع . لا تخلف
 عنه الناس بما يكلف به اعمه احادي الحر . انهي . فان قلب ما دده في اوائه افاء
 باعد الاصف . انكاه . أنه ممن به كما علمه بخلاف العمل به خاصة انكاه . إن كان
 مقصي عما به . و به ن العمل كالإلقاء لا به إلا بالراجح . فلب اعمه راجع اعمه
 الإلقاء به بحث به هم المسبقي أنه معصدا المذهب أما الإلقاء عني . به انكاه . به
 به انكاه العمل به في خاصة انكاه فحذ فان احنا اعائس سنا ديث إفاء . ما بمعي
 انكاه ن على ديث به لا به شجنا اسد عمر حبه به عاب . انهي . و انكاه انكاه

أو بأقل فلا وجه لسمعه بشرط التعريف المار وما ذكر يعلم أن قول الروضة ليس للمعتى
 العامل على مذهب الشافعي في المسألة ذات الوجهين أو القويين أن يعتى أو يعمل بما شاء
 من غير خطر. وهذا خلاف منه بل يبحث عن أرححهما سمعاً بأحره أن يعتى محله في العريد
 العمل بالراحح في المذهب قال العلامة ابن حجر: أما من يستل عن قول الشافعي في مسألة
 كذا لتعريف أن له، ح د أو يعمل به عند من ح د العمل بالقول الضعيف وكذا الوجه الضعيف
 فللمسئول أن يشه بأن للشافعي في مسألة كذا قولاً أو جمعاً منهم العر ابن عبد السلام حور
 العمل بالصنف وإن نسب ح د فائله عنه بقاء على الرجوح لا يرفع الخلاف السابق - انتهى .
 طاهره عنه اشتراط أن يرحح القول الضعيف بعض أهل الترجيح مفتضى ح د أن يقلبه و مثله
 أنه ح د الضعيف مطلقاً فما قدمته من أن شرط بتقيد الضعيف أن يرححه بعض أهل الترجيح
 محله فمن يرد العمل بالراحح، محله فيها أيضاً بالنسبة للعامل إن كان من أهل النظر و علمه
 الراحح من غيره كما تعيده عبارتها إذ النظر والبحث عن الأرحح إنما يتصور من المتأهل لا من
 غيره فهو ح د، له العمل بالقول الضعيف مطلقاً إذا لم يحد من بحرته بالراحح وأراد العمل به
 أحداً مما تقدم

مسألة: إذا كان في المسألة وجهان أو أوجه فإن كانا لقائلين حار تقيد كل منهما
 لعمل نفس خاصة حتى للمتأهل بلطر و البحث على الراحح لتخصص ذلك بترجيح كل منهما
 من فائله الأهل كما اقتضاه قول الروضة: اختلاف المتأخرين كاختلاف المجتهدين في
 العتوى أى والراحح التحجير فيهما في العمل فليحمل ما فيها من إضلاق مع العمل إلا بالراحح
 على ما إذا كانا لواحد أى وقد رجع أحدهما و أنه يرحح مقابله جميع من أتى من بعده كما
 هذه بذلت مولانا العارف بالله تعالى السيد عمر رحمه الله تعالى وإلا فكما إذا كانا لقائلين أى
 وهذا في المتأهل أما غيره فقد علم حكمه مما مر وهو الجوار مطلقاً بشرطه على ما مر فلو
 شئت في كونه الوجهين لقائلين أو لقائل و رجع أحدهما فهل يجوز تقيد المرجوح لاحتمال
 أنهما لقائلين أو بجمع لاحتمال أنهما لواحد وقد رجع مقابله؟ له أر في ذلك شيئاً لكن
 مقتضى قاعدة متعارض المانع و المقتضى المنع ثم رأيت في فتاوى العلامة ابن حجر رحمه الله

عالي التصريح به لكن محله كما علمت فيمن يريد العمل بالراجح كما تقدم فعلم من جميع ما قدمته أن الضعيف الذي رجحه بعض أهل الترجيح من المسألة ذات القولين أو الوجهين مثلاً يجوز تقليده للعارف وغيره والضعيف غير الراجح عن بعض أهل الترجيح يمتنع تقليده إذا لم يجد من يحرمه بالراجح على العارف بالمطر في الأدلة والحث عن الأرجح وغيره يجوز له تقليده إذا لم يجد من يحرمه بالراجح وإلا تبين العمل به ما لم يرد العمل بعير الراجح كما تقدم هذا محصل ما في ذلك وعلم أيضاً مما تقدم أن المعنى والقاصي ليس لهما الإفتاء والقضاء إلا بالراجح وتقدم أن محله في المعنى إذا أطلق نسبة الإفتاء بحيث يوهم المستفتى أنه معتمد المذهب ومحل في الحاكم أيضاً إن كان ممن ليس من أهل الترجيح كما قال السكي بحلاف من كان من أهل الترجيح فإنه متى رجح قولاً مقولاً بدليل جيد جارٍ بعد حكمه وإن كان مرجوحاً عند أكثر الأصحاب ما لم يكن بعيداً أو شاداً أو مخرج عن مذهبه وإلا جارٍ إن طهر رجحانه وكان من أهله ولم يشترط عليه الترام مذهب بلطف ولتلك على مذهب فلا ن = انتهى

مسألة إذا تعارض ترجيح في مسألة من المتأخرين عن الشرحين فهل يجوز لعير المجتهد أن يقلد من شاء من المرجحين و يفتي الله تعالى ؟ أفتى مولانا وسدا وشيخنا العلامة السيد عمر رضى الله تعالى عنه بأنه يجوز العمل بترجيح كل لعير الأهل وكذا يجوز للمفتي إذا كان من ذكر أن يعنى بترجيح من أراد لانه راو لا غير فيتحير في رواية أيهما شاء ثم قال . نعم ! يظهر حيث كان المستفتى يحتاج لمثل هذا التنبه أن الأولى بالمفتي التأمل في طبقات العامة فإن كان السائلون من الأقوياء الأحدين بالعرائم وما فيه الاحتياط احتصم براوية ما يشتمل على التشديد وإن كانوا من الضعفاء الذين هم تحت أسر العم من حيث لو اقتصر في شأنهم على رواية التشديد اعملوه و واقفوا في وهمة المحاكمة لحكم الشرع وروى لهم ما فيه التحصيف شفقة عليهم من الوقوع في ورطة الهلاكة لا تساهلاً في دين الله تعالى أو الباعث فاسد كطمع أو رعة أو رهبة ثم قال . وهذا الذي تقرر هو الذي يعتقده ويدعي الله تعالى به = انتهى . وهل يقال بمثل ذلك في القاصي إذا كان ممن ذكر فيجوز له

القضاء ترحيح من أراد ما لم يشترط عليه موافقه للقضاء ترحيح معين مهما عد تعارض الترحيح ويسمى أن مثل تعارض الترححين مثلاً في المقول تعارضهما في اسحوت محور العمل والإفتاء ترحيح كل و قد يشمله الإفتاء المذكور ويؤيد الإفتاء المذكور ما في فتاوى العلامة ابن حجر رحمه الله تعالى من حوار الإفتاء بملذهب الغير اذا عرفه وبسه الى الامام الثقات به و تعليقه بأن الإفتاء العصري في المتأخرة إما سبيله العقل و الرواية لايقطع الاجتهاد بسائر مراته من مدارمة كما صرح به غير واحد و حيثد فلا فرق بين ان ينقل الحكم عن إمامه أو غيره قال . فإن قلت لم لم نقل تفصيل السككي في ذلك اندي أشار إليه بقوله المفتي على مذهب إمام إذا أفتى يكون الشيء واحداً أو مباحاً أو حراماً على مذهبه حيث يجوز للمعتقد الإفتاء بحسب أن يعال له أن يقلد غيره ويعتق خلافه لأنه حيثد محض بشبه اللهه إلا أن يقصد مصلحة دينية فيعود إلى ما قدمناه و نقول بحواره ' قلت كلامه حبه الله تعالى في غير ما قرراه لأنه في منتقل إلى مذهب غير مذهبه ليعتقده و يعتق به دليل فرصة الكلام فيمن أفتى بحل شيء مثلاً تقليد الإمام ثم أراد أن يقند من قال بسعه و يعتق به فليس له ذلك بمجرد انتشهي . و أما ما قرراه فإنه ليس في ذلك بل في ملتزم بالسنة لعمل مذهبا معيهاً ثم أفتى غيره بحكمه في مذهب إمام آخر فله ذلك مطلقاً إذا تشهي بوجه عني أن ما قاله اسككي إنما يتأتى على الضعيف أنه يحب تقليد من اعتقده أفضل و لا يجوز الانتقال منه إلا مصلحة دينية أما على الصحيح و هو التحجير مطلقاً و حوار الانتقال إلى أي مذهب من المذاهب المعترية و لو بمجرد الشهي ما لم يتبع الرخص بل ان تتبعها على ما مرأى على كلام العرفه' وإن أفتى بحكمه أن ينتقل إلى خلافه و تقليد القائل به و يعتق به ما لم يترتب على ذلك تلغيق التقليد المستمر لطلال تلك الصورة باحتماع المذهبي بل و إن لم عليه ذلك على ما احتاره محقق الحصة الكمال اس انهمام و أطال في الاستدلال له - انتهى .

و به يعلم ان لم أفتى بأحد المرححين مثلاً أن ينتقل إلى خلافه و يقند الثقات به و يعتق به بشرطية المذكورين و ظاهر الإفتاء المذكور صريح فيه .

مسألة : يشترط لصحة التقليد شروط :

الأول أن لا يكون ذلك امقلد فيه مما يقص فيه قضاء القاصي وهو أربعة ما حالف

النص أو الإجماع أو اقم اعد أو القياس الحلي

الثاني أن لا يتبع الرخص بأحد من كل مذهب ما بعد الأهور عليه لا ما يصدق

عنه صانط الرخص عند الاصويين ولا أنه ' بل في الروضة عن حكاية الحباط وعنه عن

أبي إسحاق أنه يفسر ' عن أبي هريرة أنه لا فسو واستشكل بعضهم القول بالتفسير بآء

على ' كل مجتهد مضى أي وهو حد انه ليس بلامعة الأربعة ' ورححه من أصحابنا العاصي

أبو بكر وابن شريح والدارمي وأكثر العراقيين ' ومن المتأخرين الحافظ السيوطي في حرس

المداهب ' سيدي عبد الوهاب الشعراني فيما احتسب ' ومن الحموية ابو يوسف ومحمد

بن الحسن وأبو ريد الدينوسي ' ونقله عن علمائهم جميعا ' على القول بأن المصنف ' احد

أي وهو المرحح عدنا ' فقه نصر من حيث أن احسا ' يحمل الانحلال ' يحمل خلافه '

والتفسير مع اشتد في مقتضيه ممسح ' وأجاب ابن ركشي بأن احمايا خلاف الانحلال بعدد

لأن استيعابهم ' ذلك صاف لعداه ' اعرضه ما لا السند نور الدين السمهودي حله

نه تعالى بأن كره ' اسع يقتضيه ' فمن سيع من غير تقليد به ' المصنف به ' انه حله في الحق في

شرح المحصة الأول ' وهو انه ' بالتفسير دا كان استيعاب بحث سجل ' بعه الخلف عن جمعه '

قال قيل ومحلها إذا تبعها من المداهب امده به ' الا فسي قطعاً ' ' قال في الغصاء فيها ' قال

ابن عبد السلام ' لعلم أن يعمل برخص المداهب ' إلخاه جهل لا سافي حرمة السع وليس

اعمل برخص المداهب مقصداً له يصدق الأحدها مع الأحدها باعرائم أيضاً ' ليس الكلام في

هذا ' لأن من عمل باعرائم ' الرخص لا يقال فيه انه متبع للرخص لا سيما مع الظر لسطهم

للتبع بما مر وادوجه المحكي بجهل ' يرد به نقل ابن حزم الإجماع على منع تتبع الرخص وكذا

يرد به قول محقق الحموية الكمال بن الهمام لا أدري ما يسمعه من العقل والعقل مع انه اساح

قول مجتهد متزوج وكان يخطب يحب أن يحفف على أمه والناس في عصر الصحابة صلى الله

تعالى عليه ومن بعدهم يسألون من شأوا من غير تقييد بذلك - انتهى ' وما نقله ابن حجر من

الإجماع على منع تتبع الرخص نقل عن ابن عبد البر أيضاً مثله ' قال العلامة ابن امير حاج في

شرحه على التحذير لشحه المحقق ابن الهمام : لا يسلم صحة دعوى الإجماع إذ في تصديق المسع للرحص من أحمد روايتان وحمل القاضي أنه يعلى الرواية المعسقة على غير متناول ، لا مغلد ، ذكر بعض الحائلة . إن قوى دليل أو كان عامياً لا يفسق ثم ذكر عن الروضة أنه جهس السامعين ، وقال العلامة مه لانا السيد نور الدين السمهودى ، حمه الله تعالى . وحكاية ابن حرم الإجماع على أن من تنع الرحص فاسق مردودة بما أفتى به العزان عبد السلام أنه لا يحسن على العامى إذا قلد إماماً فى مسأله أن نقلده فى سائر المسائل لأن الناس من لدن الضحانه إلى أن ظهرت المدهاب يسألون فما صح لهم العماء المختلفين من غير تكير سواء سع الرحص فى ذلك أو العرائه لأن من جعل المصيب واحداً به يعبه ، من جعل كل مجتهد مصيب فلا إكثار على من قلده فى الصلابة - انتهى

وقال فى مه صبح آخر : وأما ما حكاه بعضهم عن ابن حرم من حكاية الإجماع على مع تنع الرحص فلعله محمول على من تنعها من غير تقليد لمن قال بها أو على الرحص المبركة فى الفعل اله احد ، وفي الحادم قال بعض المحتاطين : من بلى سواس أو شك أو صوط أو بأس فالأولى أحده بالأحف و الرحص لئلا يرداد به مخرج عن الشرع ، ومن كان قبل الدين كثر التساهل فياحد بالاثقل والعريضة لئلا يرداد ما به إلى الإباحة - انتهى .

و الحاصل أن فى تصديق من تنع الرحص بحيث تحل رقة التكليف من عقه خلافاً اسبوحه فى التحفة القول به وحرى عليه شيخنا العلامة إبراهيم اللقانى المالكى فى شرح عقيدته " جوهره التوحيد " فقال : والحق فسق فاعله وفقاً لأبى إسحاق المرورى ، وخلافاً لابن أبى هريرة - انتهى . مع أنه لا يحل من إشكال تقدمت الإشارة إليه ثم رأيت ابن قاسم والجمال الرملى استوحها عدم فسقه .

الثالث أن لا يعلق قولين تتولد منهما حقيقة لا يقول بها صاحب كل من القولين كمن توصاً ومر لا شهوة تقليداً لمالك وله بذلك تقليداً للشافعى ثم صلى فصلاته باطلة باتفاقهما لاتفاقهما على بطلان ضهارته المترتبة هى عنها ، ومن هروع ذلك كما قاله الأسوي إذا كبح ولا ونى تقليداً لأبى حبيقة أو ملا شهود تقليداً لمالك و وضى لا يحد ، ونوبكح

بلا ولي ولا شهود أيضاً حُدَّ كما قاله الراعي ' لأن الإمامين قد اتفقا على الطلاق - انتهى
وحالف في ذلك صاحب العباد فجرى على عدم وجوب الحد في هذه الصورة - والله أعلم
ثم هذا التلخيص هل هو باطل بالإجماع قطعاً أو الإجماع المستدل به على بطلانه ؟
فيه خلاف عبارة التحفة في القضاء صريحة في الأول فإنه بعد نقل كلام المحقق
ابن الهمام السابق قال : وطاهره جوار التلخيص ' وهو خلاف الإجماع ' فتمطى له ولا نعتز بمن
أحد بظاهر كلامه هذا المحالف للإجماع كما تقرر ' وعبارة بعض فتاواه - أعني صاحب
التحفة - على ما نقل عنها ولم أره بعد أن حكى الإجماع على مع التلخيص ' ورغم الكمال ابن
الهمام جوار بحود ذلك ضعيف وإن برهس عليه - انتهى - وعبارة مستد التحريم للمحقق المشار
إليه بعد أن نقل جوار التقليد وقيدته متأخر قال شارحاً كلامه العلامة ابن أمير الحاج وم لا
العلامة السيد بادشاه رحمه الله تعالى هو العلامة القرافي بان لا يترتب عليه ما يسمعه ' فمن قلد
الشافعي في عده بذلك ' والكا في عدم نقص الممس بلا شهوة وصلى إن كانت صلاته بذلك
صححت وإلا بطلت عندهما محتملة لأن يكون ذلك التقليد مرسماً له بدليل عدم تعقبه له بشئ
فلا يكون قاتلاً بالتلخيص ومحتملة لأن يكون قاله على سبيل النقل عن غيره وليس مرسماً له
بدليل ' أنه لما نقل أثر ذلك عن الإمام إجماع المحققين على مع العمام من تقليد أعيان
الصحابة ومع تقليد غير الأربعة إلى آخر ما قاله ' قال لما بهاه وهم صحيح ' فيكون قاتلاً به '
وهذا هو الذي فهمه غير واحد من عباراته كالعلامة زين الدين ابن نجيم فإنه قال بعد أن أفتى
بحوار التلخيص ' وما وقع في آخر التحرير من مع التلخيص فإنما عراه لبعض المتأخرين وليس هذا
المذهب ' و كالعلامة ابن حجر فقال بعد ما تقدم نقله من الرد على قول التحرير ويتخرج منه
جوار الرخص - الح . وطاهره جوار التلخيص إلى آخره ' وعبارته بعض راويه على ما نقل عنها
ولم أره بعد أن حكى الإجماع على مع التلخيص ' ورغم الكمال ابن الهمام جوار بحو ذلك
ضعيف وإن برهس عليه - انتهى . وقد تقدم لك عن فتاواه رحمه الله تعالى أنه قال بعد أن ذكر
الجواب عن تفصيل السكي المشار إليه بقول المفتي ' أما إذا أفتى بكون الشئ واجباً الح على
ما قال السكي إنما يتأني على ضعيف أما على الصحيح وهو التحريم مطلقاً وجه الانتقال

ولو بمجرد التشهي فله وإن أفتى بحلاف الحكم أن ينتقل إلى حلافه ويقلد العامل به ويعتق به ما لم يتبع الرخص بل وإن تتبعها على ما مر ما لم يترتب على ذلك تلميق التقليد المستلزم لظلال تلك الصورة باحتمال المدهي بل وإن لم عليه ذلك على محتار محقق الحمية الكمال اس الهمام و أطال في الاستدلال - انتهى . وكالعلامة السيد الحليل مولانا السيد بادشاه رحمه الله تعالى حيث قال في شرحه على التحرير بعد أن ذكر الاعتراض على القرابي والجواب عنه وقد يجاب عنه أي عن الجواب المذكور بأن العارق بينهما ليس إلا أن كل واحد من المجتهدين لا يجد في صورة التلميق جميع ما شرط في صحتها بل يجد في بعضها دون بعض ، وهذا العارق لا سلم أن يكون موجهاً للحكم بالظلال ، وكيف يسلم والمخالفة في بعض الشروط أهون من المخالفة في الجميع ، فيلزم الحكم بالصحة في الأهمون بالطريق الأولى ومن يدعي وجود عارق آخر أو وجود دليل على مطلق صورة التلميق فعليه البرهان ، فإن قلت لا سلم كون المخالفة في البعض أهون من المخالفة في الكل لأن المخالف في المخالف يتبع مجتهداً واحداً في جميع ما يتوقف عليه صحة العمل ، وهذا لم يتبع مجتهداً واحداً في جميع ما يتوقف عليه صحة العمل^(١٢) قلت - هذا إما يتم لك إذا كان معك دليل من نص أو إجماع أو قياس قوي يدل على أن العمل إذا كان له شروط يجب على المقلد اتباع مجتهد واحد في جميع ما يتوقف عليه ذلك فأت به إن كنت من الصادقين - والله أعلم - انتهى . وعارة فتاوى العلامة اس حنبل رحمه الله تعالى بعد أن سئل عن تقليد غير الأربعة هل يجوز أو لا ؟ الذي تحرر أن تقليد غير الأربعة لا يجوز في الإفتاء ولا في القضاء ، وأما في عمل الإنسان فيجوز تقليده لغير الأربعة ممن يجوز تقليدهم لا كالشيعة وبعض الطاهرية ، وشرط معرفة المقلد^(١٣) نقل العدل عن مثله و تمصيل تلك المسألة المقلد فيها و ما يتعلق بها على مذهب ذلك المقلد و عدم التلميق لو أراد أن يصم إليها أو إلى بعضها تقليد غير ذلك المقلد لما تقرر أن تلميق التقليد كتقليد مالك في عدم نجاسة الكلب والشافعي في مسح بعض الرأس ممسحاً اتفاقاً ، وقيل : إجماعاً ، وإذا وجدت شروط التقليد التي ذكرناها وغيرها مما هو معلوم من محله فصادات المقلد^(١٣) ومعاملته صحيحة وإلا فلا و يأنم بذلك و يلزمه القضاء فوراً

- انتهت . و أنت اذا تأملت كلام مولانا السيد بادشاه و كلام العلامة زين الدين ابن نجيم مع كلام التحفة بعد القضاء و النكاح و فتاوى صاحبها المذكورات سيما الأخيرة و كلامه في كف الرعاع عن محرمات النهو و السماع حيث ذكر التلفيق إتفاقاً و لم ينقل الإجماع طهر لك أن في التلفيق طريقين : طريقة حاكية للإجماع و إياها اعتمد في التحفة في القضاء حيث نبه بالأمر بالتعطل لما قاله الكمال و انه خلاف الإجماع و حذر منه حيث قال : و لا نعتز بمن أخذ بظاهر كلامه هذا المخالف للإجماع و بعض الفتاوى حيث رعمه و جعله صعيماً وإن برهر عليه و طريقة حاكية للاتفاق ساكتة عن حكاية الإجماع و لا يلزم من حكايتها الاتفاق الإجماع - كما هو ظاهر و اقتصر عليه في التحفة في النكاح و في كف الرعاع و حكى الطريقين في بعض الفتاوى و هي الأخيرة أيضاً حيث نحور الإفتاء به على محتار الكمال لا يقال ما حكاه في الفتوى المذكورة إنما هو على صيغة التبرى و ليس مرصياً له لأننا نقول : ولئن سلمنا ذلك فلا ينافي ما بقول " لأنه لو كانت المسألة إجماعية قطعاً لما ساع لآبى الهمام حرق الإجماع " و لما ساع للعلامة ابن حجر رحمه الله تعالى أن يعنى مع التصريح منه بأن هذا الإفتاء مرع على الصحيح بأن للمعنى المقلد لمذهب الشافعى مثلاً و إن أفنى بحكم في مذهبه كان أفنى بحوار مسح بعض الرأس مع بقية المعتبرات كالبية و الترتيب أن ينتقل إلى مذهب غيره كالامام أبى حنيفة و يعنى من أفناه أول قبل عمله بذلك على مذهب الشافعى بعدم وجوب النية و الترتيب وإن أرم على ذلك التلفيق كعدم مسح ربع الرأس ساء على قول ابن الهمام - كما هو صريح صنيفة المار لك إذا تأملته بل ربما يفهم صنيعة في جواب الفيا المذكورة أن هناك قائلاً آخر بالحوار إذ لو لم يكن ذلك لكان ابن الهمام خارقاً للإجماع في مختاره هذا فلا يقلد فيه " و يدل على وجود القائل غير حكاية الطريقين في الفتاى الأخيرة بل صنيعة فيها يدل على قوة القائلة بالاتفاق دون الحاكية للإجماع حيث قدمها و حكى الثانية بقيل " فإن قلت : الطريقة الحاكية للإجماع معها زيادة علم و زيادة الثقة مقبولة كما هو مقرر فلا تنافيها الحاكية للاتفاق ؟ قلت : سلمنا ذلك مع عدم المعارض لكن لما قام المعارض كانت الحاكية للاتفاق أثبت " لأنها فيها الخلاف و المعارض هو ما تقدم من قول العلامة

اس نجيم و مولانا السيد بادشاه رحمه الله تعالى بحوار التلخيص الأول نقلاً عن مذهبهم و صاهره اتفاق أئمتهم عليه و الثاني من بعية الإجماع على مسعه و بهذا يعلم الجواب عما يرد على قسما السابق أن صريح الفتيا المدكورة تعهم قائلاً بالحوار غير اس الهمام من أنه لا يجوز تقليد القول به ' أعني التلخيص مع عدم القائل به وإن كان ظاهراً و مقتضى التعبير بغيرهم و حوده مع نية المعتبراب و وحه علم الجواب من ذلك أن القائل قد علم بنقل هذا الثقة عن مذهبه الجواب بذلك تعلم تحقيق العلامة الأوحد الشيخ شهاب الدين اس ححر حبه الله تعالى و سعة اضلاعه حيث جرى على كل منهما في بعض كلامه و جمع بينهما في بعض منه و دقة ورعه وهو أنه لما ترححت له الطريقة القائلة به ذكر أنه يجوز للمفتي أن يعتني بحلاف مذهبهم و يقلد من يقول بحلاف الأول و يعتني به على مختار الكمال و لما ترححت له الطريقة القائلة بسمعه اجماعاً حرم بها في أعظم مصنفاته المقتضية و حذر من خلافها و أنه حلاف الإجماع ' و باسم يترجح له شيء حكاهما مقدماً الأولى الحاكية للإتفاق ' فان قلت . كلامهم مصرح بأنه متى اختلف كلام مصنف في فتاواه و تصحيحه فما في التصنيف مقدم لأنه أشد تحريراً و نص على ذلك مولانا السيد عمر رحمه الله تعالى . قلت : هو لا يماي و حود القائل بذلك مع تسليم ما ذكر فتأمل ' وحيثد فيكون الإجماع المحكي في الطريقة الثانية محمولاً على الإجماع المذهبى أو إجماع الأعلب و مثل هذا له طائر موحودة في كلامهم فمها قول العلامة اس ححر في التحفة نقل القرائى الإجماع على تحيير المقلد في قولى إمامه عن إجماع أئمة مذهبهم إذا مقتضى مذهبهم مع ذلك في القضاء و الإفتاء دون العمل للنفس و إذا حمله على ذلك لأن مقتضى المذهب يحالعه فيمكن حمل الإجماع على مع التلخيص على ما ذكرته للمعارضة المذكورة إذ صريح كلام اس نجيم و السيد بادشاه عن أئمتهم يحالعه و مها حمله أعني العلامة اس ححر الإجماع على مع تقليد غير الأربعة على ما إذا احتل فيه شرط من الشروط التى ذكرها ' و سيأتى تتمته - إن شاء الله تعالى ' و الحاصل أن تعلم أن مذهبهم مع التلخيص اتفاقاً من أئمتنا قطعاً و أما غيره فقد علمت من القول التى ذكرتها لك ما فيه - والله اعلم . هذا كله إذا كان التلخيص في قضية واحدة أى حكم واحد ' أما إذا كان في قصتين أى حكمين كشافعى

يتوضاً على مقتضى مذهبه : بأن مسح بعض رأسه وأراد أن يقلد الإمام أبا حنيفة رحمه الله تعالى في استقبال الجهة فهل يمنع أيضاً عندنا اتفاقاً أو لا ؟ أفنى الإمام العلامة الفقيه وحبه الدين عبد الرحمن بن زياد رحمه الله تعالى بالثاني وهو الجواز واستدل لذلك بما هو مبين في فتاواه ثم قال : و قد رأيت في فتاوى البلقيني ما يقتضى أن التركيب من قضيتين غير قادح في التقليد ففى فتاواه في الخلع ما لفظه : مسألة الخلع العارى عن لفظ الطلاق و نيته هل هو طلاق يقص العدد أو فسخ و يصح مع الأجنبي و لا تعود الصفة إذا تزوجها ثانياً ؟ أجاب : ليس بطلاق و لا يقص عدد الطلاق بل هو فسخ لأمر بسطتها في "الفوائد المحصنة" وهذا هو المصور في الخلاف ' و لا أرى صحته مع الأجنبي لأن هذا فسخ يقع تراصى الروحين على وجه مخصوص فلا يتعدى إلى الأجنبي و لا تعود الصفة إذا تزوجها ثانياً و ما يقال : إنه مركب من مذهبين مردود بأمور ' ليس هذا موضع بسطها ' و فيها أيضاً : رجل طلق زوجته طلقين ثم خالعهما بعد ذلك بلفظ الخلع عارياً عن لفظ الطلاق و نيته أجاب لا يكون طلاقاً و لا يفص العدد ' و هذا الذى تصوره جماعة من و حوه و إن كان حلاف الجديده ' و أفتيت به للخلاص من الحلف بالطلاق أنه لا يعمل كذا و اضطر إلى فعله فإذا حال روحه على البرحه المددور تخلص من الحلف ' وهذا و إن كان على مذهب الإمام أحمد س حيل إلا أن الصفة تعود إذا تزوجها ' و الذى أفتيت به أن الصفة لا تعود ليخلص مما حلف ' ، قول من قال : إن الإمام أحمد لم يقل هذا ' مردود و كون الخلع مسحاً طاهر من القرآن و مقتضى السنة و عليه جمع كثير من الفقهاء ثم قال : و قول البلقيني و ما يقال إن ذلك مركب من مذهبين و أنه بينه في غير هذا الموضوع لم أقف على ذلك ' و وجه فيما يظهر لى أنها لما بات مه بالخلع المذكور فقد اتفق المذهبان على البيونة : سواء قلنا إنه طلاق أو فسخ و هي قاطعة لحكم التعليق المذكور منه الحلف ' فإذا عقد بها بعد ذلك ثم فعل المحلوف عليه بمذهب الحالف أنه لا يعود الحنث و هي واقعة أخرى و لا ارتباط لها بالأولى عند الحلف ' لأن هذا عقد جديد بعد اتفاق المذهبين على البيونة ' فإن قلت : هل هذا نظير ما لو توضاً شافعى ثم مس فرجه تقليداً لنفائل بعدم النقض ثم افتصد وأراد أن يصلى - لأن الفصد عند الشافعى غير ناقص للوصوء -

و قد صرحوا بأن ذلك لا يصح لأنه ترك من مذهب 'قلنا' هذه عادة واحدة اتفق المذهبان على بطلانها و عدم انعقاد الصلاة بعدها ' و هي قضية واحدة و إما تكون بطورها لو اتفقا على الطهارة عقب اللمس و قد علمت أنهما لم يتفقا عليها بعد اللمس بل الشافعي قائل بطلانها بخلاف مسألة الحلح فإنه لما و جد الحلح اتفق المذهبان على الجوبة فلا يكون من التركيب القادح في شيء ' فتأمل فإنه مهم - انتهى

قلت و مما يؤيده في حمله ما يأتي عن القاضي الطبري حيث قلد الإمام أحمد في الصلاة مع الدرق و معلوم أن وصوءه كان على مذهب الإمام الشافعي و تقرير الحاد و غيره له و لم يتحقق وصوءه على مذهب الإمام أحمد ' فعلم أن أئمة المذهب قائلون به و احتمال أن وصوءه كان على مذهب الإمام أحمد لا ينافي ' لأن الأصل عدمه ' و لذا قلنا في الحملة و عناه مولانا و شحنا السيد عمر رحمه الله تعالى بعد أن سئل عن حشلي متوصي أكل لحم حرور مقلدا للشافعي في عدم النقص به فأصاب بعض بدنه أو ملبوسه شيء من أموال ما يؤكل لحمه مما هو ظاهر في مذهبه دون مذهب الشافعي هل يسوع له الصلاة و أكله ما ذكر ؟ أو يجب عليه اجساد كل بحسب عدد من أراد تقليده ؟ و هل يجب أن يكون الصلاة جائزة على مذهب الشافعي في الأركان و الشروط أم لا ؟ ما نصها بعد تعرضه لكلام ابن حجر في أول حطية المسحاح و كلام ابن رباد و الذي سقاه الآن ما نصها فإن فرعا على الأول كان قصة إطلاقه مع التقليد في مسألة السؤال فإنه لم يقلده بكونه يرجع إلى قضية أو قضيتين يعني حكما أو حكيمين و إن فرعا على الثاني اقتضى حوار التقليد في مسألة السؤال لأن التركيب يرجع فيها إلى حكيمين و عدم النقص بأكل لحم الحرور الراجع إلى طهارة الحدث و طهارة ما يؤكل لحمه الراجع إلى طهارة الحدث و هو شرط معاصر للذي قلده في الحقيقة و الحكم و إن شارك في اللفظ و لكل من المقائيس وحه وكمي بكل من القائلين قدوة و الأول أوفق بمشارب الخاصة و الثاني بمشارب العامة - و الله أعلم

والرابع من الشروط أن لا يعمل بقول إمام في مسألة ثم يعمل بصدده في غيرها و هذا الشرط مختلف فيه عندنا فالذي جرى عليه العلامة ابن السكيت في "جمع الجوامع" تعاضد

للآمدى وابن الحاجب بل حكيا الاتفاق عليه و نقله عنهما غير واحد وهو ما تقدم لكن نقل الاسنوى في تمهيده إثبات الخلاف عن ابن الحاجب قال مولانا السيد نور الدين السهمودى رحمه الله تعالى والمعروف عنه ما سبق ثم راجعت كلام ابن الحاجب فراهته إنما حكى الاتفاق في عمل العامى غير الملتزم ثم قال : فان التزم مذهبا معينا فخلاف - انتهى - و قد صرح بالخلاف مطلقاً القرافي في شرح المحمول و مقتضى كلام المتن رحمه الله تعالى خلافه وهو عدم اشتراط أن لا يسبق منه العمل في تلك الواقعة بقول إمامه الأول فإنهم أطلقوا جواز الانتقال ' وأخذ الاسنوى من كلام المحموم و تبعوه أن إطلاق الأئمة إذا تناول شيئاً ثم صرح بعضهم بما يخالفه فالمعتمد الأخذ باطلائهم و جرى على ذلك من المتأخرين العلامة ابن حجر رحمه الله تعالى في شرح خطبة المنهاج و العلامة الحمال الرملى و والده العلامة الشهاب الرملى و جرى في النخبة في القضاء على اشتراط هذا الشرط ' و قد عملت مما نقله هو فيها وغيره عن الاسنوى أن المعتمد الأخذ بإطلاق الأئمة و حمل العلامة السيد نور الدين السهمودى الذى حكاه الآمدى وابن الحاجب على اتفاق الأصوليين لا الفقهاء ' ثم قال : إن كان من المراد منع الرجوع حيث عمل في غير تلك الواقعة المنقضية لا ما يحدث بعدها من جنسها فهو ظاهر مثاله: حنفي طوالب بشقة الحوار و سلمها للطالب عملاً بعقيدته ثم عن له تقليد الشافعى حتى ينزع ذلك العقار ممن تسلمه أولاً فليس له ذلك كما أنه لا يحاطل بعد تقليد الشافعى بإعادة ما مضى من عباداته التى بقول الشافعى يبطلانها لمصبتها على الصحة أولاً في اعتقاده فإن ذلك كان حكمه فيما مضى و إما استفاده بما تحدد من التقليد كون ما يعتقد الإمام الثانى حكمه في المستقبل ' فلو شرى هذا الحنفي بعد ذلك عقاراً من آخر و قلده الشافعى في عدم القول بشقة الحوار فلا يمنعه ما سبق من أن يقلده في ذلك فله أن يمنع من تسليم العقار الثانى فان قال الآمدى وابن الحاجب و من تبعهما بالمنع في مثل هذا وعموا ذلك في جميع صور ما وقع به العمل أولاً فهو غير مسلم و دعوى الإتفاق عليه ممنوعة ففي الحادى : أن الإمام الطرطوسى حكى أنه أقيمت صلاة الجمعة وهم القاضى الطبرى بالتكبير إذ طائر درق عليه فقال : أنا حنبلى ثم أحرم و دخل في الصلاة - انتهى . قلت : و معلوم أنه إنما كان شافعياً

يتجنب الصلاة بدرق الطير فلا يسمعه سق عمله بمدحه من تقليد المحالف عبد الحاحة إليه .
 و في الحادام أيضاً في الكلام على الإقتداء بالمحال : أن القاصي أما العاصم العامري الحمي
 كان يعنى على باب مسجد القفال و المؤدون يؤدون للمعرب فترك و دخل المسجد فلما رآه
 القفال أمر المؤدون أن ينشئ الإقامة و قدم القاصي فتقدم و جهر بالسلمة مع القراءة و أتى بشعار
 الشافعية في صلاته - انتهى . قلت : و معلوم أن القاصي أما العاصم إنما كان يصلى قبل ذلك
 بشعار مدحه فلم يسمعه سق عمله بمدحه من ذلك أيضاً قلت و يقرب من ذلك ما حكاه لنا
 مولانا و سيدنا و شيخنا السيد عمر و شيخنا العلامة محمد بيري رحمهما الله تعالى أن جمعا من
 أجلاء الجمعة كشيخهما القاصي على بن جابر الله طهيرة و العلامة الأوحى الشيخ محمد
 انحرأوى و عمرهما كانوا يقرءون العاتحة حلف الإمام و سمعت الشيخ محمد بيري يقرؤها
 حلفه في كل صلاة مع أنه كان حنياً و معلوم أن كلا من المذكورين صلوا على مدحهم
 و لو صلاة فلم يسمعه سق عملهم بمدحهم و كان مولانا السيد عمر رحمه الله تعالى يقل لنا
 تعليل ذلك عن المذكورين بأن الصلاة مع قراءة العاتحة حلف الإمام متفق على صحتها عند
 الجميع مع قول الإمام الأعظم بكراهة التحريم فيها و هي لا تنافي الصحة بحلاف عدمها فهي
 صحيحة عنده بلا كراهة لكنها مختلفة فيها فإن بعض الأئمة قالوا بالفساد فيها - والله اعلم .
 ثم قال السيد نور الدين السهمودي في شرح المهدد إن من نسي البية في رمضان
 حتى طلع الفجر لم يصح صومه بلا حلاف عدنا و يلزمه الإمساك و القضاء و يستحب
 أن يموى في أول بهاره الصوم عن رمضان لأن ذلك يحريء عبد أبي حيفة لكلا يتعاطى ما يعتقد
 عدم صحته مع سق عمله بمدحه في البية فلم يسمعه ذلك من حواره بل يستحب من حيث
 الاحتياط و في الحادام أن ابن شريح في الودائع قال : قال بعض اصحابنا : إن فاقد الطهورين
 يستحب له التيمم على الصحراء و نحوه و أنه قال : و لهذا قالوا : أن من أصبح في رمضان غير
 باو يستحب له أن يموى ليكون صائما عند الحير لليلة نهاراً - انتهى . و مقتضى تعميم جميع
 صور العمل إن قال به هؤلاء أن من يرى قراءة غير العاتحة في الصلاة أو الكاح بعير ولي يصلى
 و يكح كذلك يتمتع عليه بعد تقليد من يرى تعيين العاتحة و الولي مع أن الاحتياط يقتضيه

وهذا لا يقال به، فلو فرض عكسه كمن صلى أولاً بالعاتحة ويكح بالولي فما وجه معه بعد من تقليد من يجوز ذلك؟ فان قيل: عمله به الرام له إذ ما قبله وعد، قلنا: وبراءه من ذلك العمل بما التزمه يعود الحال إلى ما كان من الوعد والحرم فيما يتحدد مع أن صلاته بالعاتحة أولاً وبكاحه أولاً بالولي متفق على صحتهما عند مقلده الأول والمختلف فيه إنما هو فيما يفعله نائياً وهو إلى الآن لم يفعله بل المحرود عنه بالأول ترك العمل بالثاني واعتقاد عدم جوارحه فهو كسائر ما لم يعمل به مما يعتقد صحه حالة تقليد إمامه الأول ثم رأيت في فتاوى التقي السبكي أنه سئل عن ذلك في ضمن مسائل متعددة فقال ما نصه و ساق عبارته إلى أن قال السابعة أن يعمل بتقليده الأول كالحصبي يدعى بشعبة الحوار فيأخذ بها مذهب أبي حنيفة ثم تستحق عليه فبريد أن يقلد الشافعي فيمتنع منها فيمتنع ذلك لتحقيق خطائه إما في الأول أو الثاني وهو شخص واحد مكلف، وقول الشيخ سيف الدين الآمدي وابن الحاجب أنه يجوز قبل العمل لا بعده فيه نظر، وفي كلام غيرهما ما يشعر بإثبات الخلاف بعد العمل أيضاً، وكيف يمتنع إذا اعتقد صحته ولكن وجه ما قالاه أنه بالترام مذهب مكلف به ما لم يظهر له غيره، والعامي لا يظهر له الغير بخلاف المجتهد حيث ينتقل من إمامة إلى إمامة، وهذا وجه ما قاله الآمدي وابن الحاجب ولا بأس به، ولكني أرى سبيله على الصورة التي ذكرتها أعنى السابعة فائدة التقليد بعد العمل ومما بين ذلك أن التقليد بعد العمل إن كان من الوجوب إلى إباحة ليرتكب كالحصبي يقلد في أن الترسية أو من الحظر إلى الإباحة ليعمل كالشافعي يقلد في أن الكاح بعير ولي جائز فأنت تعلم منه أن المتقدم منه في الوتر هذا العمل وفي الكاح بلا ولي الترك وكلاهما لا ينافي الإباحة واعتقاده الوجوب أو التحريم خارج عن العمل وحاصل فله فلا معنى للقول بأن العمل فيها مانع من التقليد وإن كان بالعكس بأن كان يعتقد الإباحة فقلد في الوجوب أو التحريم فالقول بالجمع أبعد، وليس في العامي سوى صفة الأقسام . انتهى .

و حمل في النجعة والنهاية نعماً لافاء والد صاحبها كلام الآمدي وابن الحاجب المذكور على ما إذا بقي من آثار العمل الأول ما يلزم عليه مع الثاني ترك حقيقة لا يقول بها

كل من الاماميين كتقليد الشافعي في مسح بعض الرأس ومالك في طهارة الكلب في صلاة واحدة قال ثم رأيت المسكى في الصلاة من فتواه ذكر نحو ذلك مع زيادة سط وتعم عليه جمع بقوله إما يتمتع تقليد الغير بعد العمل في تلك الحادثة لا مثلها أى خلافاً للحلال المحلى - انتهى وعارة المحقق ابن الهمام في تحريره صريحة فيما ذكر لأنه بعد أن اختار حوار تنبع الرخص المواقف لما ذهب إليه العراس عند السلام من ألتما قال تعليلاً له ولا يجمع منه مانع شرعى إذ للإنسان أن يسلك الأحف عليه إذا كان له إليه سبيل بأن لم يكن عمل باحر فيه أى في الشيء الذى قلده فيه أولاً - انتهى وكذا قد له في شرح الهداية بعد أن نقل عن أئمتهم أن المنقل من مذهب إلى مذهب باحتهاد وبرهان ثم يستحب التمسك بقلل الاحتداد وبرهان أولى ولا بد أن يراد بهذا الاحتداد معنى الحرى وبحكيم القلب لأن العامى ليس به احتداد ما يصح ثم حقيقة الانتقال إما تحقق في حكم مسألة خاصة قلده فيه وعمل به وإلا فقهه قلدت أنا حبيبة رحمه الله تعالى فيما اتفق به من المسائل والترمت العمل به على الإحمال وهو لا يعرف صورها لس حقيقة التقليد بل هذا حقيقة تعليق التقليد أو وعد به كأنه التزم بقول أى حبيبة فيما يقع له من المسائل التى تنعش في الوقائع فان أرادوا هذا الالتزام فلا دليل على وجوب اتناع المحتهد بالرأيه نفسه ذلك أو بيته شرعاً بل الدليل يقتضى العمل بقول المحتهد فيما احتاح إليه بقوله تعالى ﴿فاسألوا أهل الذكر ان كنتم لا تعلمون﴾ والسائل إما يتحقق عند طلب الحكم للحادثة المعينة حيث وإذا ثبت عده قول المحتهد وجب العمل به والعالم أن مثل هذه الأوامر مه يكف الناس عن تنبع الرخص وإلا أحد العامى في مسألة بقول محتهد أحف عليه وأنا لا أدرى ما يجمع هذا من العقل والنقل فيكون الانسان يتبع ما هو أحف على نفسه من قول محتهد ما علمته من الشرع دمه وكان ^{مستحب} يحب ما حصف على أمته - انتهى فتأمل في قوله ثم حقيقة الانتقال إما هو في حكم مسألة خاصة قلده فيه وعمل به مع قوله في التحرير إذا لم يكن عمل باحر فيه تحده نصاً في أن المصوع إما هو في تلك الواقعة بعينها لا غيرها ولو نظيرها من حسنها وقد علمت الحكم في ملهها وهو أن المصوع إما هو عينها لا نظيرها ولو من حسنها على ما جرى عليه ابن السككى بل وعينها أبصاً على مقتضى كلام

غيره من أئمة المذهب" و علمت أن المعتمد الأخذ بإطلاقهم كما قدمته و أن محله ما لم يحصل التلقيح الممتنع - والله سبحانه أعلم .

و زاد الإمام المحدث نقي الدين ابن دقيق العيد شرطاً آخر وهو انشراح صدر المقلد للتقليد المذكور و عدم اعتقاده نكونه متلاعاً بالدين متساهلاً فيه قال : و دليل اعتبار هذا الشرط قوله عليه السلام "الإثم ما حاك في نفسك" فهذا صريح بان ما حاك في النفس فلعلة إثم بل أقول : إن هذا شرط جميع التكاليف وهو أن لا يقدم الإنسان على ما يعتقد مخالفاً لأمر الله عز وجل - انتهى . واعتصره مولانا العلامة السيد نور الدين السهمودي انه مفرع على وجوب البحث و العمل بما ترجح عند المقلد ويعمل القلب إليه قال : و قد علمت مما سبق ان مقتضى المنقول ترجيح خلافه و من فعل ما خير فيه شرعاً كيف يقال إنه متلاع متساهل .

و قوله ان ذلك شرط جميع التكاليف إلى آخره فالحال فيما نحن فيه لا يهمل إلى هذا الحد لأن المقلد للشافعي مثلاً مع اعتقاده ارحمته يعتقد أن الحكم في حق الحنفي المخرج له من عهدة التكليف هو ما اعتقده باجتهاد أو تقليد ويرى أن له تقليده ناء على التخيير الراجح وأنه متى قلده كان الحكم في حقه ذلك فلن يقدم على من يعتقد مخالفاً لأمر الله تعالى بل على ما يعتقد موافقة له سيما و حديث "أصحابي كالنجوم" مع ما أمان لهم من تفضيل بعضهم على بعض ظاهر في التخيير مع ذلك و ما استدلل له على ذلك بقوله عليه السلام "الإثم ما حاك في نفسك" ففيه نظر لقوله عليه السلام وكرم ومجد عتبه كما في صحيح مسلم و كرهت أن يطلع عليه الناس فانه مقيد الرواية المطلقة قال النووي : ومعنى "حاك في صدرك" أي تحرك فيه و يروى : و لم ينشرح له الصدر وحصل في القلب شك وخوف كونه ديباً فالمقلد وإن لم ينشرح صدره لما قاله غير إمامه فهو مع العلم بالتخيير وقيام الدليل عليه لا يخاف كونه ذنباً إذا قلده فيه ولا يرسخ ذلك في قلبه بل يعتقد أن تقليده ينحيه من الإثم و كذا لا يكره اطلاع الناس عليه اعتقاد أنه مخير بخلاف ما إذا اعتقد وجوب الاتباع الأرجح عنده وإن جعلنا هذا الحواب منه عليه السلام لمن امتاز بصفات يستقل بواسطتها على تحرهم ما حاك في نفسه كما أشار

إليه اللحمى فليس مما يحى فيه ويعد حطاب المقلد مثل ذلك إذ هو لفظة علمه إنما يحاب
تفصيل الأمر الواهى وإن علم انتهى مسألة علم من قولهم الذى ذكرته أول هذا الكتاب أنه
لا يجوز الإقدام على فعل حتى يعتد حله أنه متى تعاطى شيئاً محتلاً في تحريمه و كان مقلداً
لمترباً لمذهب معين و كان مقلده يرى تحريمه حرم عليه ارتكابه و أنكر عليه ' لأنه من تعاطى
شيئاً معتقداً تحريمه حرم عليه و وحب الإبتكار عليه كما صححه الراجح في الولصة ' وكذا
الووى كمن تعاطى مجعاً على تحريمه بخلاف معتقد الحل و إن رفع إلى حاكم عقيدته
بخلاف عقيدة المرفوع ولا يبايع القاعدة و هي أن العرة بعقيدة الحاكم لا الحصص لأنها
معروفة في غير ذلك وأمثاله كما استهجه العلامة ابن قاسم حجة الله تعالى معتصماً به قول
التحفة بعد قول المهاج في الرحمة و لا يعبر إلا معتقد تحريمه أى وظى الرخصه بخلاف
معتقد الحل أو الجاهل تحريمه ، ذلك لإقدامه على معصية عبده ، قول الرركشى لا تنكر
إلا مجمع عليه سهو بل يكر أيضاً ما اعتقد الفاعل تحريمه ، بعد فيه إشكال من جهة أخرى
لأنهم صرحوا أن العرة بعقيدة الحاكم لا الحصص اللحمى لا يعبر الشافعى فيه وإن اعتقد
تحريمه ' لأن اللحمى يرى حله ' الشافعى يعبر اللحمى إدافع له و إن اعتقد حله عملاً بالقاعدة
فكيف مع ذلك يصح المنع بإطلاقه فاليقين بما إدافع لمعتقد تحريمه أيضاً . انتهى ثم قال
العلامة ابن قاسم بعد ما تقدم : وبالحملة فالوجه الأحدهما أفادته عارنهم من أن معتقد الحل
لا يعبر . انتهى

مسألة : نقل غير واحد كالإمام الإجماع على مع تقليد الصحابة من نه تعالى عنهم
وإن كانوا أحل قدراً وأرفع لارتفاع الثقة بمذاهبهم إذا لم تدون بخلاف مذاهب الأئمة الذين
لهم اتباع و حمل في التحفة في القضاء الإجماع المذكور بعد أن قال المعتمد أنه يجوز تقليد
كل من الأربعة و كذا من عداهم ممن حفظ مذهبه في تلك المسألة ودون حتى عرفت شروطه
وسائر معتبراته على ما فقد شرط من ذلك ثم قال : هذا بالنسبة لعمل نفسه لا لإفتاء وقضاء
فيجتمع تقليد غير الأربعة فيه إجماعاً لأنه محص تشه وتعريف ومن ثم قال النسكى . إذا قصد به
المعنى مصلحه ديهية حار ' أى مع نسيه المستفتى على قائل ذلك ' وحرى في فتاواه على ذلك

فقال كما قدمته عليها الذي تحرر أن تقليد غير الأربعة لا يجوز في قضاء وإفتاء و أما في عمل
الاسان فيجوز تقليده لغير الأربعة ممن يجوز تقليدهم لا كالشيعة وبعض الطاهرة - انتهى
وجرى عليه أيضاً في شرح حطة المساجد وتابعه عليه العلامة الحمال الرملي في
النهاية وقال العلامة اس قاسم أنه مع فرض علم السنة و جميع الشروط يشكل الفرق بين
المذاهب الأربعة وغيرها في تقييد غيرها بغير القضاء والإفتاء كما هو قضية هذا الكلام
- انتهى وهو واضح وقوله في النجعة لأنه محص تشبه وتبرير لا يصح أن يكون دافعاً له بل
هو مشكل أيضاً ثم قال في النجعة وعلى ما احتل فيه شرط مما ذكر يحمل قول السكي
ما حالف الأربعة كمخالفة الاجماع - انتهى

هذا آخر ما يسر الله سبحانه و تعالى اسمه وكرمه و صلى الله على سيدنا محمد
وعلى آله وصحبه وسلم . وكان الفراغ من نسخ هذه الرسالة طهر يوم الأحد لثلاث و عشرين
من شهر ذي القعدة من سنة ١٢٣٢ هـ اثنتين و ثلاثين و مائتين وألف بأمر مولانا و شيخنا
الامام معني الأمام الشيخ العلامة العلم الهمام محمد صالح بن الشيخ الإمام إبراهيم الرئيس
- متع الله بحياته و مبارك في أوقاته - امين لى نسخها فتمت بحمد الله و عونه و حسن توفيقه
بقلم الفقير إلى رحمة ربه سالم بن صالح باحطاب مقولة من نسخة بقلم الشيخ محمد بن
عبدالله بن أحمد ناسودان - عما الله عن المذكورين أجمعين امين -

الهوامش

- (١) هو نسخة الفقهاء (في الفقه الحمفي) لأبي الفداء السمرقندي (ت ٥٣٩ هـ).
- (٢) إبراهيم اللقاني إبراهيم بن إبراهيم بن حسن بن علي اللقاني - نسبة إلى لقانه من قرى مصر - أمالكي المصنف 'برهان الدين أبو الامداد' من علماء الحديث وأصوله والكلام والفقه توفي ١٠٤١ هـ / ١٦٣١ م - معجم المؤلفين ٢/١، خلاصه الأثر للمحبي ٦/١
- (٣) ان في أحكام المحققين بأحكام العلوي، اسمه محمد بن يحيى بن عمر بن أحمد بن يوسف القرطبي المصنف 'المناحي' (ب ١٠٠٨ هـ) - إصباح المكحول ١ ٣٤
- (٤) هـ - ابن بطالون، عمده المصنف 'الإمام يحيى بن شرف البوهي' - راجع كشف الطولون ٩٢٩/١
- (٥) السيد نور الدين علي بن عبد الله السمرقندي (ب ٩١١ هـ) - معجم المؤلفين ١٣٠/٧ وله كتاب 'أسمة المصنفين بروسة المطالين للووي' وله قال فيه
- (٦) للإمام الشافعي 'ألفه بالمراق' وإذا أطلق القديم في مذهبه يراد به هذا التصنف - كشف الطولون ٦٣١/١
- (٧) هو كتاب 'مختصر العربي' إسماعيل بن يحيى العربي (٢٦٤ ت) 'هو مطبوع على حاشية كتاب الأم
- (٨) مختصر الويلطي (أبو يعقوب يوسف بن يحيى - صاحب الإمام الشافعي) وله كتابان المختصر الكبير والمختصر الصغير - معجم المؤلفين ٣٤٢/١٣ والكشف ١٦٢٥/٢
- (٩) الإملاء هو للإمام الشافعي - الكشف ١٦٩/١
- (١٠) في المخطوطة المرحوم عنه - كذا
- (١١) أي خادم الرافعي والروضة - الكشف
- (١٢) ريد في الأصل وهما لم يتبع واحداً وفي الهامش لعله رايد إلى واحد تأمله ان كنت من لعله وحق حلتها
- (١٣) لعله هو الذي ما أشتاه وفي الأصل المقدر - كذا

كتاب فتح المجدد بأحكام التقييد تأليف
العلامة الشيخ علي بن أبي بكر الفهماني
الإسكندري الخزرجي الشافعي المالكي
نقله المرحوم عبد الله بن محمد بن أبي

صورة صفحة الاولى

بسم الله الرحمن الرحيم وبانتقال الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين
والصالحين أما بعد فإنا مؤيداً لما سمعنا من الأنبياء والرسلين وعلى الله ونحبه
وإبراهيم وآله ما دعيت إليه حاجة أمالي من القاصدين من جمع مالا لأمة الأعداء
منه فترقى الكلام في أحكام التقليد على رجة لهم ان شاء الله تعالى مفيد وباللغة السهلة
والغريبة والهداية إلى التوفيق طريقاً ما علم ان حقيقة التقليد هو اعتقاد
قول الغير بمن غيرك من دليله التفصيلي والملازمة ان يجب التقليد أي التزام من ذهب
معيب على كل من لم يبلغ رتبة الاجتهاد المطلق وعلى هذا حمل في المحنة في الكساح
استوجابها قول من قال ان العالم لم يذهب معك وهو الأصح عند النفاذ
وحمل القول على عامة الأصحاب الذي مال إليه الإمام النووي رحمه الله تعالى انه لا يذهب
له على انه لا يلزمه منه ذهب معك انتهى قال الأصح انه يلزمه ذلك وعدم لزومه
تقليد المذهب معك مع اختلافك قبل ان يثبت المذهب واستدراك ما في المحنة
ايضاً في باب الزكاة وقد اتفقوا على انه لا يجوز للعالم تعاطي فعل الابان فليست
النازل عليه ما يجتهد المذكور فان كان اجتهد في الحكم وطنه حرم عليه التقليد والتد

صورة صفحة الاخيرة

لافتاء ونضار فيمنع تقليد غير الاربعة فيه اجماعا لانه لمحضف نسب وقرن ومن ثم
قال الكبير اني اتصد به الفقه مصلحة دينية جازية مع تنبيه المستفتي على تأمل ذلك
وجوب في تناوبه على ذلك فقال كما قد متاعها الذي خربت تقليد غير الاربعة
لا يجوز في قضاء واناء وما في على الانسات فيجوز تقليد لغير الاربعة مما يجوز تقليد
لأما السبعة وبعض الظاهرة في تنهاى رجب عليه ايضا في شرح خطبة النهاج
وتابعه عليه العلامة بلحال الوفاي في النهاية وقال العلامة في فاسم انه مع فرض
علم النسب وجميع الشروط يسقط الفرق بين المذهب الاربعة وغيرها في تقليد غيرها
بغير القضاء والافتاء كما هو قضية هذا الكلام انتهى وهو واضح وقوله في
الصفحة لانه محض في وقته لا يرجع اسبابا وبدا ان قال له هو مصلح ايضا قال في
الصفحة وعلى ما احتل فيه شرط ما ذكره لعل في البسك ما يخالف الاربعة كخالف الاجماع انتهى
هذا اخر ما رايته سبحانه وتعالى بنده وكريمه وصلى الله على سيدنا محمد وعلى
اله وصحبه وسلم كانت الافاغ من منع هذه الرسالة ظلم يوم الاحد لثلاث وعشرين
من شهر ذي القعدة سنة ١٢٥٣ لثلاث اشياك وبلاياك وما شئت والفتاوى لانا والفتاوى
الامام مفلح الانام الشيخ العلامة العالم الهام محمد صالح الشايج الامام ابراهيم
الوسيعي الله بجميانه وبارك في ذلك فانه اه اليك في نسخها فتمت بحمد الله وعونه
وحسن توفيقه بقل القفال والرحمة لهم سالم في صالح ما خطب منقولة من نسخة بقال
الشايج محمد بن عبد الله في احمد باب سورات عفا الله التلوي في اجماعك المالك

اظہارِ حقیقت

مرکز تو عیۃ الفقہ الاسلامی نے اپنی ہر مطبوعہ کتاب کے آخر صفحہ پر جامعات و مدارس کے اربابِ حل و عقد سے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ ہر جامعہ یا مدرسہ کتب فقہ سے ایک ایک کتاب - نور الایضاح، قدوری، شرح وقایہ وغیرہ اپنے طور پر شائع فرما کر دیگر جامعات کے طلبہ کے لئے مفت روانہ کریں تو یقیناً یہ عمل اشاعتِ علم فقہ میں کافی مدد و معاون ہوگا۔ جبکہ علم فقہ کی نشر و اشاعت وقت کا اہم ترین تقاضہ ہے۔ اور خاص کر ملتِ اسلامیہ کا اتحاد و اتفاق بھی اسی سے ہی وابستہ ہے۔

اور اہل خیر: حضراتِ مرکز تو عیۃ الفقہ الاسلامی حیدرآباد کی طرح اپنے اپنے علاقہ میں تحفظ فقہ کا ایک ادارہ قائم کریں اور ابتدائی و متوسطہ درجہ کی درسی کتب فقہ شائع فرما کر، یعنی مدارس کے طلبہ کے لئے مفت، اہم کریں۔ انسان کو اس زندگی اور آخرت میں سرخروئی و کامیابی کے لئے فائدہ دینے والا علم دین ہی ہے اور فائدہ دینے والی چیز ہی باقی رہتی ہے چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے۔ و اما ما یبغی الناس فہمکذہی الارض تربہ اور جو لوگوں کو نفع بخشے وہ زمین میں باقی رہتا ہے۔ اور اس علم کی بقا نشرو اشاعت دوسروں سے متعلق ہے۔ پس یہی ایل علی نشانی ہے جو باقی رہنے والی ہے۔ ی نے کج کہا ہے۔

ملک اناردا مدل علیا۔۔۔ مانطروا بعدا الی الانار

یہ ہمارے آثار ہیں جو ہمارے بارے میں بتاتے ہیں کہ تم ہمارے بعد ہماری ان نشانیوں کو دیکھو۔ ہر مسلمان کی دینی ذمہ داری ہے کہ وہ اس جانب، راغب، یزید، انشاء اللہ نیکیاں کبھی بھی ضائع نہ ہوگی۔ برباد جانے نیکی یہ امکان ہی نہیں۔ خالق بھی اجود دیتا ہے انسان ہی نہیں۔ زیر اشاعت: حضرت امامِ اعظم کی فقہ اکبر مع شرح ۲۔ فقہ اکبر حضرت امام شافعی ۳۔ منہاج الطالبین امام نووی ۴۔ فتح المصنوعین الملہباری ۵۔ رحمۃ الامہ فی اختلاف الامم الدمشقی ۶۔ مختصر قدوری۔ اُمر اہل خیر حضرات ان کتب کو شائع فرما میں تو مرکز اپنے صرف سے یہ کتب جامعات اسلامیہ کو مفت روانہ کرے گا۔

نوٹ صرف جامعات عرب کے لئے، شرح الورقات، شرح الورقات، سفیر الشہادۃ، حق الہی شجاع، حمودہ الکب، الدر العقیق، رسالۃ الفہام علی المذہب الارنؤ، رسم الحقی علامہ شامی، الرسائل امام شافعی، رسالہ تھلید، جامعات اپنا مطبوعہ مراسلا اس پتہ پر روانہ فرمائیں۔

پتہ: عزال بن عبود جابر می مکان نمبر 280-11-18، بارکس، حیدرآباد 500005۔ آندھرا پردیش (الہند)

یوزع محاسباً للمدارس والجامعات الإسلامية التي تهتم باللغة العربية

